مطالعہ تاریخ کے لیے خطوط کار

پروفیسر سید محمد سلیم

تاریخ کے متعلق نظریہ اسلام

۱۔ یہودی، عیسائی اور ہندو مت کے ماننے والے تینوں اس دنیا کو قید خانہ تصور کرتے ہیں۔ جہاں وہ سزا کے دن گزار رہے ہیں۔ اس تصور کے اندر تاریخ کی گنجائش کہاں ہو سکتی ہے؟ اس لیے ان کے یہاں تاریخ نہیں ہے۔ جو کچھ ہے وہ مسلمانوں سے روابط قائم ہو جانے کے بعد کی پیداوار ہے۔

۲۔ اسلامی تصور حیات کے مطابق انسان دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ خلیفہ ہے۔ یہاں اس کو حسن کارکردگی کا مظاہرہ کرنا ہے۔ یہ دنیا انسان کے لیے آزمائش کی جگہ اور امتحان گاہ ہے۔ اس لیے مسلمان کو اپنی کارگزاری سے اور اپنی تاریخ سے دلچسپی ہمیشہ رہی ہے۔ قرآن مجید نے متعدد مقامات پر قدیم اقوام کی تاریخ بیان کی ہے۔ قرآن میں تاریخ کو سنت اللہ اور ایام اللہ کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے اس لیے اول دن سے مسلمانوں میں تاریخ کا شعور پایا جاتا ہے۔

۳۔ تاریخ نویسی کے مختلف مکاتب فکر اور انداز بیان مسلمانوں میں پائے جاتے ہیں۔

(۱) **ترتیب زمانی**۔ گزرتے ہوئے ماہ و سال کے اندر پیش آنے والے واقعات کو اسی ترتیب سے قلم بند کرنا۔ یہ ایک عام انداز ہے۔ بڑے بڑے مورخین اسی طریقہ پر کاربند رہے ہیں۔ جیسے طبری، ابن اثیر، روضۃ الصفا، فرشتہ وغیرہ

(۲) **مکانی ترتیب**۔ ایک خاص خطہ میں رونما ہونے والے واقعات کو ایک ترتیب سے پیش کرنا۔ بعض مورخین نے گو یہ طریقہ اپنایا ہے۔ مگر مسلمان مورخوں کی اکثریت علاقائیت کی قائل نہیں تھی۔ اسی لیے ایسا بہت کم لوگوں نے کیا ہے۔

(۳) اسباب وعلل کی ترتیب: بعض مورخین نے محض واقعات بیان کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ واقعات کے پس پردہ اسباب وعلل نتائج وثمرات کا سلسلہ بھی دریافت کیا ہے۔ یہ معاشرتی عوامل بھی ہوسکتے ہیں اور معاشی عوامل بھی ہوسکتے ہیں۔ ابن خلدون کا اس سلسلہ میں بڑا مقام ہے۔ جدید دور میں معاشی عوامل کی اہمیت کو مارکسی نقطۂ نظر کے مورخین نے بھی اجاگر کیا ہے۔

(۴) غایتی اور حکمتی ترتیب۔ بعض لوگوں نے واقعات کے پس پردہ حکمتوں اور غایتوں کا سلسلہ دریافت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کیا کیا حکمتیں کیا کیا اخلاقی اور دینی مصلحتیں کارفرما رہی ہیں؟ قرآن مجید نے نہ ترتیب زمانی کا اہتمام کیا ہے نہ ترتیب مکانی کا البتہ حکمتوں کے بیان کا اہتمام کیا ہے۔ ہمارے مورخین میں شاطبی اندلسی کے یہاں یہ انداز پایا جاتا ہے۔ ہندوستان میں مولانا حمیدالدین فراہی کا رجحان اسی جانب تھا۔ علامہ اقبال نے اکثر جگہ ان امور کی جانب اشارے کیے ہیں۔ مثلاً

خون اسرائیل آجاتا ہے آخر جوش میں　　توڑ دیتا ہے کوئی موسیٰ طلسم سامری
اسکندر و چنگیز کے ہاتھوں سے جہاں میں　　سو بار ہوئی حضرت انساں کی قبا چاک
اللہ کے نشتر ہیں اسکندر و چنگیز
دوزخ کے کسی کونے میں افسردہ پڑی ہے　　خاکستر دارا و اسکندر و چنگیز

(۵) عالمی ترتیب۔ مسلمان مورخوں کا ایک امتیاز یہ ہے کہ وہ وحدت انسانیت پر یقین رکھتے تھے۔ اس لیے انھوں نے عالمی پیمانہ پر تاریخ کو ترتیب دیا ہے۔ طبری نے اپنے زمانے تک تمام اقوام کی تاریخ لکھی ہے۔ صرف سیاسی ہی نہیں بلکہ دینی بھی۔ اس کی تاریخ کا نام تاریخ الرسل والملوک۔ یہ ابتدائے آفرینش سے تاریخ کا ریکارڈ ہے۔ بعد کے تقریباً تمام ہی مورخین نے اسی روش کو اختیار کیا ہے۔ منگولوں کی حکومت سے ایک فائدہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کے دائرۂ علم میں وسعت پیدا ہوگئی۔ نئے نئے ممالک کے بارے میں معلومات حاصل ہوئیں۔ چنانچہ اس دور کے مورخین نے عالمی تاریخ (WORLD HISTORY) لکھنے کی کوشش کی۔ مثلاً تاریخ جہاں کشا از عطا الملک جوینی، جامع التواریخ از رشیدالدین فضل اللہ۔ اس میں چین، منگولوں اور ہندوستان کے ساتھ یورپ میں پوپ کے ادارہ کی تاریخ بھی درج ہے۔

(۶) ہر طبقہ کی تواریخ۔ مسلمانوں کے ذہن میں تاریخ کا تصور اس تصور سے وابستہ رہا ہے کہ انسان خلیفۃ اللہ ہے۔ اس کی کارگزاری قلم بند ہونی چاہیے۔ اس لیے ہر طبقہ اور گروہ کی تاریخ سے

انھیں دلچسپی رہی حتیٰ کہ زنخوں اور مسخروں کی تاریخ بھی انھوں نے لکھی ہیں جس کو دلچسپی ہو وہ سخاوی کی التوبیخ عن ذم التاریخ کا مطالعہ کرے۔ اس کا اردو ترجمہ قومی ادب لاہور نے شائع کیا ہے۔

(۷) صحت تاریخ۔ مسلمانوں کا خاص امتیاز یہ ہے کہ انھوں نے تاریخی واقعات کے بیان کی سنی سنائی باتوں پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ روایت اور درایت کی کسوٹی پر پرکھ کر انھیں لکھا ہے۔ اس اعتبار سے دنیا کی اقوام میں ان کا مقام بہت بلند و بالا ہے۔ مسلمانوں کے یہاں یہ باقاعدہ علم ہے۔

تاریخ ہند و پاکستان کے لیے نقطۂ نظر

سیاسی محاذ پر

(۸) ہند و پاکستان میں مسلمانوں کی تاریخ صحیح انداز پر آج تک مرتب ہی نہیں ہوئی۔ بلاشبہ قدیم مورخین کا جمع کردہ مواد موجود ہے۔ جس کو استعمال کرکے استعماری انگریز نے مسلمانوں کی سیاہ تصویر پیش کی اور جس کو اب متعدد مورخین استعمال کر رہے ہیں۔ یہ کام غیر متعصب اور غیر جانبدار اہل قلم کا منتظر ہے۔

(۹) یہاں کی تاریخ کشمکش کی تاریخ ہے۔ ہند و پاکستان میں اسلام کو ماوراء النہر کے ترکوں نے پھیلایا ہے۔ انھوں نے اپنی حکومتیں قائم کیں۔ اس طرح جو اسلام ہندوستان اور پاکستان میں پہنچا وہ تین ہاتھوں سے گزر کر پہنچا تھا۔ چار صدیاں گزر جانے کے بعد پہنچا تھا۔ اس لیے اپنی تازگی اور داعیانہ امنگ کھو بیٹھا تھا۔ حکمراں ترک پہلے تھے۔ مسلمان بعد میں۔ وحدت ملک و دین بنی امیہ کے دور میں ہی ختم ہو چکی تھی۔ تصادم اور انتہا پسندی Polerisation کا دور شروع ہو چکا تھا۔ ایک جانب سلاطین اور امراء تھے اور دوسری جانب علماء اور مشائخ۔ دونوں کے درمیان بعد اور نفرت پائی جاتی تھی۔ اس سے دونوں کو نقصان پہنچا۔ دونوں نے انتہا پسندی کی راہ پکڑ لی۔ ہندوستان نے ایک دن بھی نہ تو صحیح اسلامی حکومت کی شکل دیکھی نہ صحیح اسلامی معاشرہ اسے نصیب ہوا۔

(۱۰) مسلمانوں کی حکومت میں قرآن و سنت کی تعلیم جاری رہی۔ یہ دونوں حیات پرور قوتیں اسلامی نظام جماعت کے حق میں زور لگاتی رہیں۔ اس سے ہر دم اور ہر کہیں کشمکش برپا رہی ہے۔ ہندوستان و پاکستان کے مسلمانوں کی تاریخ کشمکش کی تاریخ ہے۔ ہمہ پہلو اور ہمہ جہت کشمکش ہے۔ خواہ ظاہر ہو یا زیر سطح ہو۔ کفر و اسلام کے درمیان۔ ایمان و منافقت کے درمیان، ایمان

اور بے علمی کے درمیان ۔اسلام اور رسوم و رواجات کے درمیان۔ انصاف اور ظلم و تعدی کے درمیان حق پرستی اور خوشامد کے درمیان ۔تقویٰ و طہارت اور بے دینی کے درمیان عفت و پرہیزگاری اور عیاشی اور لذت کوشی کے درمیان ۔حکمراں ہوں، امراء ہوں یا عوام ہوں تمام طبقات میں یہ کشمکش نظر آتی ہے ۔کہیں کشمکش بڑے زور شور سے ہے کہیں غیر محسوس اور ہلکی۔ کبھی ایک نظریہ کا غلبہ ہو جاتا ہے کبھی دوسرے کا غلبہ ہوتا ہے ۔

(۱۱) قرآن و سنت کی حیات پرور قوتیں بہرکیف باطل کا تعاقب کرتی ہی رہیں ۔کامیابی کی رفتار خواہ بظاہر ہلکی رہی ہو مگر بالآخر قافلہ کو یہ راہ حق پر لاتی رہی ہیں ۔مجدد الف ثانیؒ، شاہ ولی اللہ اور ان کا خانوادہ نمایاں نام ہیں ورنہ ہزاروں امت کے پروانے اور ملت کے دلوانے اس کشمکش میں سرگرم عمل رہے ہیں ۔ان ہی کوششوں کے ثمرات دیکھئے کہ فرائض تحریک اٹھتی ہے جس نے الملک للہ والحکم للہ کا نعرہ لگاتی ہے ۔تحریک مجاہدین نے خواہ چند سالوں کے لیے سہی ایک خطہ پر شرعی حکومت قائم کردی ۔یہ ایک طبقہ کی واضح کامیابی ہے ۔مگر دوسرا طبقہ بھی سرگرم ہے ۔یہ دنیا دار لوگ انگریزی حکومت کے لیے کابل اور بغداد فتح کرتے پھرتے ہیں اور ضمیر میں کوئی خلش محسوس نہیں ہوتی ہے ۔غرضیکہ ساری تاریخ کشمکش ہے حق و باطل کی کشمکش ۔اسی تناظر میں تاریخ لکھنی چاہئے۔ اور پڑھنی پڑھانی چاہیے ۔

(۱۲) پھر اس کشمکش نے میدان کار تبدیل کرلیا ۔سیاسی جمہوری انداز کی جدوجہد کا آغاز ہوا ۔ تحریک خلافت مسلمانوں کا عظیم الشان کارنامہ ہے ۔افسوس اس کو صحیح انداز میں آج تک پیش ہی نہیں کیا گیا ۔مادیت سے بے نیاز یہ ایمان و عقیدہ کی زبردست جدوجہد ہے ۔اس نے مسلمانوں کو سیاسی شعور دیا ملی شعور دیا ۔اسلامی حکومت کا نعرہ پہلی مرتبہ دور خلافت میں لگایا گیا ۔اسی شعور نے تحریک پاکستان برپا کی ۔

(۱۳) ثقافتی محاذ پر ۔

(الف) توحید کی دعوت اس زور سے دی گئی کہ اس کے زیر اثر بھگتی تحریک وجود میں آئی ۔نانک، کبیر، داود پنتھی وغیرہ کے ہاں اسی کی صدائے بازگشت ہے ۔

(ب) داتا گنج بخش لاہوری ۔خواجہ معین الدین اجمیری ۔سید احمد گیسو دراز گلبرگہ، شرف الدین یحیٰ منیری بہار ۔جلال الدین تبریزی جیسے بزرگوں نے وحدت انسان اور وحدت الٰہ کا درس دیا ۔

(ج) ملا عبدالحکیم سیالکوٹی مخدوم محمد ہاشم ٹھٹری۔ ملا اخوند درویزہ پشاور۔ سید علی ہمدانی کشمیر نے بغیر تعصب کے علوم وفنون کو فروغ دیا۔

(د) وارث علی شاہ پنجاب، رحمان بابا، سرحد۔ شاہ بھٹائی، سندھ۔ بابا فرید ملتان جیسے بزرگوں نے وحدت انسانیت کو موضوع بنایا

(ہ) عربی وفارسی سرکاری اور علمی زبان کے طور پر مدراس سے لے کر پشاور تک اور مکران سے لے کر اراکان تک استعمال ہوتی تھیں۔ سکھوں، مرہٹوں، راجپوتوں سب کی سرکاری زبان فارسی تھی۔ اسی اثنا میں ایک نئی زبان اردو تیار ہوگئی تھی۔ اردو بنگال سے لے کر پشاور تک بولی جاتی تھی۔ انگریزوں کی آمد سے قبل اردو کے شاعر بنگال۔ دکن۔ سندھ پنجاب ہر علاقہ میں پیدا ہو رہے تھے اگر انگریز اپنے جابرانہ احکام سے اردو کا گلا نہ گھونٹتے یا انگریز پچاس سال بعد آتے تو اردو کی جہانگیری قائم ہوچکی ہوتی۔

ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی کی تازہ پیش کش مولانا سید جلال الدین عمری کی نئی کتاب

اسلام میں خدمتِ خلق کا تصور

خدمت خلق کا صحیح تصور۔ غلط تصورات کی تردید۔ خدمت خلق کا اجر وثواب۔ خدمت کے مستحقین۔ وقتی خدمات۔ رفاہی خدمات۔ خدمت کے لیے انفرادی اور اجتماعی جدوجہد۔ موجودہ دور کے تقاضے۔ مصنف کے جاندار قلم نے ان تمام گوشوں کو نکھار دیا ہے۔

ایک اہم موضوع پر اردو میں پہلی مستند کتاب، ہر فرد اور ہر ادارہ کے لیے یکساں مفید، آفسٹ کی حسین طباعت، خوبصورت سرورق۔ ضخامت ۷۶ صفحات

قیمت صرف ۲۵ روپئے

ملنے کے پتے

ادارۂ تحقیق۔ پان والی کوٹھی۔ دودھ پور۔ علی گڑھ
مرکزی مکتبہ اسلامی۔ بازار چتلی قبر۔ دہلی ۶